پاکستانی افواج کو امریکی مدد کے لئے عراق بھیجنے کا شرعی حکم

قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں حرام ہے۔

پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء ومفتیان کرام کا متفقہ فتویٰ

پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء ومفتیان کرام کی شرعی کونسل نے ۱۲ اگست ۲۰۰۳ء کو کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق مہتمم واستاد حدیث دارالعلوم حقانیہ کی صدارت میں اپنے اجلاس میں طویل غور وخوض کے بعد یہ فتویٰ صادر کیا جسے مولانا سمیع الحق نے ۱۴ اگست کی شام کو دینی جماعتوں کے بڑے جلسہ عام (منعقدہ لیاقت باغ راولپنڈی) میں ہزاروں علماء ومشائخ اور مسلمانوں کی موجودگی میں پڑھ کر جاری کیا۔

استفتاء

حکومت پاکستان امریکہ کی درخواست پر پاکستانی افواج عراق بھیجنے کا ارادہ کر رہی ہے' کیا حکومت پاکستان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی افواج عراق بھیج کر امریکہ کے ساتھ تعاون کرے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

الحمدللہ رب العالمین' والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم' وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

موجودہ حالات میں جب کہ عراق پر امریکہ نے سراسر ظالمانہ قبضہ کیا ہوا ہے' حکومت پاکستان یا کسی بھی مسلمان حکومت کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے کہ ان کے تعاون کے لئے وہاں اپنی فوجیں بھیجے۔ جس کی مندرجہ ذیل وجوہ

بالکل واضح ہیں:

۱۔ ...... امریکہ نے عراق پر حملہ کر کے جس طرح ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا ہے، اور نہ صرف اسلام بلکہ دنیا بھر کے مسلم قانونی اور اخلاقی ضابطوں کو پامال کرنے کی متکبرانہ جسارت کی ہے' اس کے کہنے پر وہاں فوجیں بھیجنا اس کے اس سراسر ظالمانہ حملہ کی تائید ہے' جس کے حرام ہونے پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ ...... امریکہ عراق پر اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد وہاں اپنے قبضہ کو مستحکم کرنے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے مختلف ملکوں سے اپنی فوجیں بھیجنے کی درخواست کر رہا ہے' شرعی نقطہ نظر سے صورتحال یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان ملک پر کوئی غیر مسلم قوم حملہ کرے' تو ضرورت کے وقت تمام مسلمانوں پر اس کا دفاع واجب ہے اور اگر کوئی غیر مسلم قوم مسلمان ملک پر قبضہ کر لے تو تمام مسلمان حکومتوں پر واجب ہے کہ اس قبضہ کو جلد از جلد ختم کرانے کے لئے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لائیں۔ ظاہر ہے ایسے حالات میں قبضہ ختم کرانے کی بجائے اس ظالمانہ قبضہ کو مزید مستحکم کرانے کی کوشش سراسر حرام اور ناجائز ہے۔

۳۔ ...... امریکہ کے عراق پر فوجی طاقت مسلط کرنے کے باوجود عراق کے مسلمان امریکی قبضہ کی مسلسل مزاحمت اور مقاومت کر رہے ہیں جس کا انہیں پورا حق حاصل ہے' ایسے حالات میں عالم اسلام کا فرض ہے کہ وہ ان عراقی مسلمانوں کی مدد اور حمایت کرے۔ اس صورتحال میں اپنی فوجوں کو امریکہ کے زیر کمان دینے کا نتیجہ یقیناً یہ ہوگا کہ مسلمان فوجوں کو ان عراقی مسلمانوں کے مدمقابل لا کھڑا کیا جائے۔ یہ دعویٰ کہ افواج پاکستان کو عراق میں قیام امن کے لئے دعوت دی جا رہی ہے' خود اس بات کا اعتراف ہے کہ انہیں عراق کے ان مسلمانوں سے ٹکرایا جائے گا' جو امریکی قبضہ کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں' مسلمانوں کے مقابلہ میں غیر مسلم غاصبوں کی امداد قرآن و سنت کی صریح نصوص کے بالکل خلاف ہے، جس کے حرام ہونے میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق (الممتحنۃ:۱)

''اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو اپنا ولی نہ بناؤ کہ ان سے دوستی کے ڈول ڈالنے لگو جبکہ انہوں نے اس حق کا انکار کیا ہے جو تمہارے پاس آیا ہے۔''

یہ آیت جس واقعے کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے، اس میں حضرت حاطب ابن ابی بلتعہؓ نے صرف اتنا کیا تھا کہ ان کے جو اعزہ' اقرباء مکہ میں مقیم تھے ان کی مصلحت کے پیش نظر کفار مکہ کو یہ خبر بھیجنی چاہی تھی کہ ان پر حملے کی تیاریاں ہو رہی ہیں (صحیح بخاری)

اگرچہ اس واقعے سے مسلمانوں کو کوئی قابل ذکر نقصان نہیں پہنچا لیکن قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات نے

اس اقدام پر شدید گرفت فرمائی (تفسیر ابن کثیر ج:۴ ص:۳۴۵) اور آئندہ کے لئے یہ مستقل قانون بنادیا کہ غیر مسلم طاقتوں سے بے گناہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تعاون اور دوستی کسی صورت جائز نہیں اسی سورۃ میں آگے اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی ہے:

لاینھا کم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین ۔ انما ینھا کم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولیک ھم الظالمون (الممتحنۃ ۸۔۹)

''اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ جن (کافر) لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' ان کے ساتھ تم حسن سلوک اور انصاف کا معاملہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے روکتا ہے کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں لڑائیاں کیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالے جانے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کی ایسے لوگوں کے تم معاون بنو اور جو ان کی معاونت کرے تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔''

ان آیات میں پوری صراحت کے ساتھ ایسے غیر مسلموں کی ہم نوائی اور اعانت کو حرام قرار دیا گیا ہے جو مسلمانوں سے جنگ کریں اور انہیں خانماں برباد کریں۔ یا اس کام میں ان کے ساتھ تعاون کریں امریکہ نے خود بھی ہزار ہا مسلمانوں کو وحشیانہ طریقے پر بربریت کا نشانہ بنایا ہے اور ہزار ہا مسلمانوں کو خود بھی بے گھر کیا ہے اور اسرائیل کی بھرپور مدد بھی کی ہے جو سالہا سال سے ان جرائم کا مرتکب ہے لہذا وہ اس آیت کے مفہوم میں بلا شک وشبہ داخل ہے اور اس کی اعانت پر یہ آیت مکمل طور سے صادق آتی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف کافروں سے دوستانہ تعاون کی حرمت متعدد آیات میں مختلف عنوانات سے بیان فرمائی گئی ہے خاص طور پر مندرجہ ذیل آیات کریمہ مسلمانوں کے لئے سرمہ بصیرت ہیں:

الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین أیبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعاً

''یہ وہ لوگ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست ہمنوا بناتے ہیں کیا یہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟ تو (یہ سمجھ لیں) کہ عزت تمام تر اللہ کے قبضے میں ہے'' (النساء۔۱۳۹)

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مبینا (النساء۔ ۱۴۴)

"اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے خلاف ایک کھلی حجت دے دو؟"

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود و النصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانه منھم ان الله لا یھدی القوم الظالمین (المائدہ ۵۱)

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی انہیں دوست بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

یا ایہا الذین امنو لا تتخذو الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتو الکتب من قبلکم و الکفار اولیاء واتقوا الله ان کنتم مومنین (المائدہ ۵۷)

"اے ایمان والو! تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی ان میں سے جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنایا ان کو اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔"

۴۔ ...... مذکورہ بالا آیات اور نبی کریم ﷺ کے بہت سے ارشادات کی روشنی میں فقہاء امت نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ کسی مشترک دشمن کے خلاف بھی غیر مسلموں سے مدد لینا یا ان کی مدد کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے جب وہ غیر مسلم مسلمانوں کے پرچم تلے جنگ کریں اور جنگ کے نتیجے میں مسلمانوں کا حکم غالب ہو۔ امام ابوبکر جصاصؒ سورۂ نساء کی مذکورہ بالا آیات کے تحت فرماتے ہیں:

وھذا یدل علی انه غیر جائز للمؤمنین الاستنصار بالکفار علی غیرھم من الکفار اذا کانو امتی غلبوا کان حکم الکفر ھو الغالب (احکام القرآن ج:۲ ص:۳۵۲)

"اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کفار کے مقابلے میں دوسرے کفار سے ایسی حالت میں مدد لیں جب فتح کی صورت میں کفر کا حکم غالب ہو۔" نیز امام محمد السیر الکبیر میں فرماتے ہیں:

لاباس بان یستعین المسلمون باھل الشرک علی اھل الشرک اذا حکم الاسلام ھو الظاھر علیھم (شرح السیر الکبیر ج:۳ ص:۱۸۶)

"مسلمان اگر اہل شرک کے مقابلے میں دوسرے اہل شرک سے مدد لیں تو اس میں اس وقت کچھ حرج نہیں جب اسلام کا حکم ان پر غالب ہو۔"

دوسری طرف اگر کوئی غیر مسلم قوم کسی دوسری غیر مسلم قوم سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کو دعوت دیں تب بھی اصل حکم یہی ہے کہ مسلمانوں کے لئے ان میں سے کسی بھی فریق کی مدد کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر غیر مسلموں کی یہ دعوت قبول نہ کی گئی تو وہ خود مسلمانوں کو بھی قتل کر ڈالیں گے تب ان کی مدد کرنا جائز ہوگا۔ امام محمدؒ

فرماتے ہیں:

لاینبغی للمسلمین ان یقاتلوا اھل الشرک مع اھل الشرک...... ولو قال اھل الحرب لاسراء فیھم قاتلوا معنا عدونا من المشرکین وھم المشرکون ...... فاذا کانوا یخافون اولئک المشرکین الاخرین علی انفسھم فلاباس بان یقاتلوھم۔ ”مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اھل شرک کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر دوسرے اہل شرک سے جنگ کریں اور اگر اہل حرب نے مسلمان قیدیوں سے کہا کہ ہمارے مشرک دشمن سے ہمارا ساتھ لڑو اور وہ خود بھی مشرک ہے...... تو اگر ان قیدیوں کی ان مشرکوں کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہو تو ان کیلئے جائز ہوگا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر انکے دشمن مشرکوں سے لڑیں۔“ (شرح السیر الکبیر ج:۳ص:۲۴۱۔۲۴۲)

یہ سب کچھ اس وقت ہے جب غیر مسلموں کے ساتھ مل کر دوسرے غیر مسلموں سے جنگ کی جارہی ہو لیکن اگر غیر مسلموں کے مقابلے میں مسلمان ہوں اور پھر غیر مسلم اپنے ساتھ مل کر اپنے مد مقابل مسلمانوں سے لڑنے کی دعوت دیں تو اس دعوت کا قبول کرنا حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں ہے۔ یعنی اگر مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہ مانا کہ ان کے ساتھ مل کر دوسرے مسلمانوں سے لڑا جائے تو یہ غیر مسلم خود ہمیں قتل کر ڈالیں گے تب بھی ان کا یہ مطالبہ ماننا مسلمانوں کیلئے جائز نہیں ہے، خواہ اسے خود اپنی جان دینی پڑے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں:

وان قالوا لھم قاتلوا معنا المسلمین والا قتلنا کم لم یسعھم القتال مع المسلمین۔

”اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے تب بھی ان کے لئے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔“

امام سرخسیؒ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لان ذلک حرام علی المسلمین بعینہ فلایجوز الاقدام علیہ بسبب تھدید بالقتل کما لو قال لہ: اقتل ھذا المسلم والا قتلتک (شرح السیر ج:۳ ص:۲۴۲)

”اس لئے کہ مسلمانوں کے لئے دوسرے مسلمانوں سے جنگ حرام لعینہ ہے لہذا قتل کی دھمکی کی صورت میں بھی ایسا اقدام جائز نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص کہے کہ اس شخص کو قتل کرو ورنہ میں تمہیں قتل کرتا ہوں۔ (کہ اس دھمکی کی وجہ سے دوسرے کو قتل کرنا جائز نہیں)“

خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان کی افواج کو جن کے مقاصدِ وجود اور بنیادی اصولوں میں ”جہاد“ شامل ہے اور جن کے ملک کے دستور میں عالم اسلام کے مسلمانوں سے وفاداری کا عہد شامل ہے عراق کے ان مسلمانوں کے خلاف صف آراء کردینا جو امریکہ کے جبر و استبداد اور اس کے ظالمانہ تسلط کے خلاف جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں

قرآن وسنت کی صریح نصوص اور امت کے اجتماعی ضمیر کے خلاف تو ہے ہی خود پاکستان کے دستور اور افواج پاکستان کے مقاصد کے بھی خلاف ہے اور اگر خدانخواستہ یہ سراسر ناجائز قدم اٹھایا گیا تو افواج پاکستان کی عزت و وقار اور ان کی نیک نامی پر ایک بدترین دھبہ لگانے کے مترادف ہوگا۔

بناء بریں سرزمین عراق پر امریکی عزائم کی تکمیل میں تعاون، امریکی مظالم کے خلاف عراقی مسلمانوں کی نفرت واحتجاج پر قابو پانے اور امریکی افواج کی قیادت یا نیابت میں عراق کے نہتے مسلمانوں سے دست وگریبان کرانے کے لئے مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی افواج کی تشکیل کرنا اسلامی شریعت کی رو سے حرام ہے۔ ہمارے جو مسلمان بھائی اس سنگین اقدام کو معمولی سمجھتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے خون کی حرمت کا اعتقاد نہ رکھتے ہوئے (اسے جائز سمجھ کر) امریکی افواج کی قیادت یا نیابت میں مذکورہ فرائض انجام دینے کی غرض سے عراق جائیں گے ان کے دولت ایمان سے محروم ہونے کا خطرہ ہے اگر وہاں مسلمان عراقیوں کے ہاتھ کوئی ہلاک ہوگیا تو وہ اسلامی اعزاز واکرام کا مستحق نہیں رہے گا بلکہ جان بوجھ کر قتلِ مسلم کا اقدام کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب شمار ہوگا۔ بعض فقہاء نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع کیا ہے۔

الجواب صحیح
۱۲/۶/۱۴۲۴ھ

محمد تقی عثمانی

دارالافتاء

مفتی

مفتی

۱۲-۶-۱۴۲۴ھ

رئیس دارالافتاء
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی

اکوڑہ خٹک

الجواب صحیح

14-8-2003
عبدالرزاق

رئیس شعبہ تخصص
جامعہ مرکز علوم اسلامیہ
منصورہ لاہور
12/8/2003

12/8/2003
پرنسپل جامعۃ الحکیم

خادم دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ
12/8/03